http://www.iahlesunnat.net
امیرِ طیبہ، اسد اللہ، اسد الرسول
سیّد الشہداء
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
حضرت حمزہ
مصنف
حضور فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ التفسیر والحدیث، خلیفہ مفتی اعظم ہند،
حضرت علامہ حافظ پیر مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ناشر
تحریک اتحادِ اہلسنّت پاکستان (کراچی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

﴿پیش لفظ﴾

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر صحابی واجب التعظیم ہے لیکن ان میں سے بعض حضرات ایسے بھی ہیں جن کی وجہ سے وہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ممتاز ہیں۔ان سے عقیدت ومحبت ہر مسلمان کا فرض ہے۔اہلِ اسلام میں بعض ایسے حضرات ہیں جنہیں خصوصیت سے سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خصوصی لگاؤ ہے ان میں سے حضرت قطب مدینہ مولانا محمد ضیاء الدین مدنی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ آپ پر سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خصوصی کرم تھا۔اس کی تفصیل کے بارے میں متعدد واقعات قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات پر مشتمل کتب کا مطالعہ کریں۔اسی طرح حضرت الحاج پیر کمال میاں سلطانی سجادہ نشین دربارِ سلطانیہ (باب المدینہ کراچی) بھی ہیں جوان کی زبانی کہ ''جب بھی مجھے کوئی مشکل آتی ہے تو میں سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کرتا ہوں تو مشکل حل ہوجاتی ہے''

فقیر بے نوا بھی سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درگاہ کا ایک ادنیٰ گدا ہے ہر سال کی حاضری پر اپنی مرادیں پیش کرکے اپنی خالی جھولی بھرتا ہے بالخصوص ہر سال مدینہ پاک کی حاضری حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرہونِ منت ہے۔

جملہ احباب اہل سنت سے گزارش ہے کہ مدینہ پاک کی حاضری پر سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مزار کی حاضری سے بہرہ ور ہوا کریں اس سے دنیوی حاجات حل ہوں گی اور آخرت میں نجات کا آپ کو وسیلہ بنائیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ

﴿وجہ تالیف﴾ [1]

حضرت پیر طریقت الحاج محمد کمال میاں سجادہ نشین دربارِ سلطانیہ شریف کراچی (باب المدینہ) فقیر کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ دورانِ گفتگو فرمایا کہ سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات پر رسالہ تحریر فرمائیں ہم اسے شائع کرینگے۔ اگرچہ فقیر علیل ہے لیکن ان کے حکم تعمیل ضروری سمجھ کر یہ چند اوراق لکھ کر موصوف کو ہدیہ پیش کرتا ہوں۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبه و آله و اصحابه الکریم

﴿نوٹ﴾

[1] حضرت پیر طریقت الحاج محمد کمال میاں سجادہ نشین دربارِ سلطانیہ شریف نے ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ ہجری میں اس رسالے کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کی جبکہ اب شوال المکرّم ۱۴۳۶ھ ہجری میں تحریکِ اتحادِ اہلسنّت اس رسالے کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔

﴿مقدمہ﴾

مدارج النبوۃ شریف میں شاہ عبدالحق قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت عبدالمطلب کے تیرہ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں اور بعض کہتے ہیں دس لڑکے تھے اور گیارہ بھی بتاتے ہیں لیکن اعمام یعنی چچا کے بارے میں مواہب لدنیہ میں ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوالقربیٰ سے نقل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ چچا تھے جو حضرت عبدالمطلب کے فرزند تھے۔ حضرت سیدنا عبداللہ رضی للہ عنہ جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد محترم ہیں، حارث، ابوطالب ان کا نام عبدمناف ہے، زبیر ان کی کنیت ابوالحارث تھی، حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، ابولہب اس کا نام عبدالعزیٰ ہے، غیداق، مقوم، ضرار، عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، قثم، عبدالکعبہ اور جحل یعنی شمشیر براں بتقدیم ''جیم'' دارقطنی نے بتقدیم ''حا'' کہا ہے اس کے معنی پازیب اور بیڑی ہوں گے۔ اس کا نام مغیرہ بتایا گیا ہے۔ بعض نے کہا گیارہ چچا ہیں لیکن صحیح وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیاں جو حضرت عبدالمطلب کی بیٹیاں تھیں چھ ہیں۔ ام حکیم ان کا نام بیضاء ہے، برہ، عاتکہ یہ ایک ماں سے ہیں جن کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عایذ بن عمران بن مخزوم ہے اور حضرت حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مقوم اور جحل وسیدہ صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ایک ماں سے ہیں جن کا نام ہالہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ ہے اور حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ضرار اور قثم ایک ماں سے ہیں جن کا نام نثیلہ بنت حباب بن کلب تھا اور حارث وابولہب

کا علاتی بھائی و بہن کا رشتہ نہ تھا۔ حارث کی والدہ صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت جندب ہے اور ابولہب کی ماں نسی بنت ہاجر تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے چچاؤں میں سے بجز حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کوئی مسلمان نہ ہوا۔ ابوطالب و ابولہب نے زمانہ اسلام پایا لیکن اس کی توفیق نہ پائی جمہور علماء کا مذہب یہی ہے۔

(مدارجِ النبوۃ، باب سوم در ذکر اعمام و اخوت رضاعیہ و جدات آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم، جلد دوم، صفحہ ۲۲۴ و ۲۲۵، درمطبع فیض منشی منبع نولکشور لکھنؤ)

ابوطالب کے بارے میں دو مذہب اور ہیں

(۱) ابوطالب دنیا سے مسلمان گئے ہیں۔

(۲) توقف (نہ) مسلمان کہو نہ کافر۔ عوام کو اسی حد تک ہونا چاہیے۔

فائدہ﴾ پھوپھیوں میں سے سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں باتفاق مسلمان ہوئیں اور ہجرت کرنے والی عورتوں میں ان کو شمار کیا جاتا ہے یہ غزوۂ خندق میں موجود تھیں اور ان کو ایک یہودی نے شہید کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو جہنم واصل کیا۔ یہ بقیع میں مدفون ہوئیں لیکن عاتکہ کے اسلام لانے میں اختلاف ہے۔ عاتکہ وہ خواب والی ہیں جس کا قصہ غزوۂ بدر میں ہے۔ ابوجعفر عقیلی ان کے اسلام کی طرف ہیں اور ان کو صحابیات میں شمار کیا ہے لیکن ابن اسحٰق نے کہا کہ مسلمان نہ ہوئیں مگر حضرت صفیہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا لیکن برہ جو ابوسلمہ بن عبدالاسد کی ماں ہیں جو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے شوہر تھا اور امیمہ جو عبداللہ بن جحش، زینب بن جحش اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ماں ہیں۔ حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مناقب بہت ہیں۔

(مدارجِ النبوۃ، باب سوم در ذکر اعمام واخوت رضاعیہ وجدات آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم، جلددوم، صفحہ ۱۲۵، درمطبع فیض منشی منبع نولکشور لکھنؤ)

ہم اس وقت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق عرض کرتے ہیں

﴿سیدالشہداءحضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعمارہ اور لقب سیدالشہداء ہے۔ بغوی میں مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس خدائے عزوجل کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اللہ عزوجل کے نزدیک ساتویں آسمان میں لکھا ہے کہ "**حمزۃ اسداللّٰہ واسدرسولہٖ**" اوران کا اسلام لانا بعثت کے دوسرے سال میں تھا۔ بعض نے بعثت کے چھٹے سال میں دارارقم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داخل ہونے کے بعد کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے تین دن قبل اسلام لائے یہ غزوۂ بدر میں تھے اور انہوں نے عتبہ بن ربیعہ کو یا شیبہ بن ربیعہ کو مقابلہ میں مارا۔

قبولِ اسلام﴾ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا سبب یہ تھا کہ ایک دن

ابوجہل لعین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچا رہا تھا اور دشنام طرازی کر رہا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحمل فرما رہے تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکار کو گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو ان کی باندی نے بتایا کہ آج ابوجہل تمہارے بھتیجے کو اس طرح ایذا پہنچا رہا تھا چونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحالت کفر بھی والہانہ محبت تھی اس لئے یہ درد ناک خبر سن کر آپ بیقرار ہو گئے اور حرمِ کعبہ میں جا کر ابوجہل کے سر پر اپنی کمان سے زبردست ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اس پر ہنگامہ مچ گیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل کا سر پھاڑ کر بلند آواز سے کلمۂ اسلام پڑھ کر قریش (مخالفین) کے سامنے زور زور سے اعلان کرنے لگے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اب کسی کی مجال ہے تو میرے بھتیجے کو ہاتھ لگا کر دکھائے یا برا بھلا کہہ سکتا ہے تو کہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ واقعہ سن کر بہت مسرور ہوئے۔

نکتہ ﴾ جس نے بحالتِ کفر کسی نبی بالخصوص نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب اور تعظیم کی وہ اسلام کی دولت سے ضرور نوازا گیا جیسے ساحرینِ فرعون اور حضرت ابو سفیان وحضرت عباس وحضرت حمزہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے واقعات پڑھنے سے تفصیل معلوم ہوگی۔

﴾ اسلام کا پہلا عَلَم ﴿

اسلام میں سب سے پہلے جو عَلَم تیار ہوا وہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تھا اور جو پہلا لشکر بھیجا گیا وہ ان کا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میر

ے تمام چچاؤں میں سب سے بہتر حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد

"یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ۝ارْجِعِیْۤ" (پارہ ۳۰، سورۃ الفجر، آیت ۲۷، ۲۸)

(ترجمہ کنزالایمان: اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو)

اس سے مراد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالمطلب ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد

"فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ" (پارہ ۲۱، سورۃ الاحزاب آیت ۲۳)

(ترجمہ کنزالایمان: تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا)

سے مراد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اخلاق و عادات

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق میں مجاہدانہ خصائل نہایت نمایاں تھے، شجاعت جانبازی اور بہادری ان کے مخصوص اوصاف تھے، مزاج قدرۃ تیز وتند تھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور تمام نیک کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے، چنانچہ شہادت کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی لاش سے مخاطب ہو کر اس طرح ان محاسن کی داد دی تھی

"رحمة اللّٰه علیک فانک کنت ماعلمت وصولا للرحم فعولا للخیرات"

(الطبقات الکبیر لابن سعد،الجزء الثالث،باب الطبقة الأولی فی البدریین من المهاجرین والأنصار،حمزة بن عبدالمطلب الصفحة۱۲ ،الناشر مکتبة الخانجی بالقاهرة)

تم پر خدا کی رحمت ہو کہ مجھے نہیں معلوم ایسا صلہ رحم کرنے والا، خیرات دینے والا کوئی اور ہے۔

﴿ازواج واولاد﴾

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعدد شادیاں کیں، بیویوں کے نام یہ ہیں، بنت الملہ، خولہ بنت قیس، سلمی بنت عمیس۔ ان میں سے ہر ایک کے بطن سے اولاد ہوئی، لڑکوں کے نام یہ ہیں، ابویعلیٰ، عامر، عمارہ، آخرالذکر دونوں لاولد فوت ہوئے، ابویعلی سے چند اولادیں ہوئیں لیکن وہ سب بچپن ہی میں قضا کر گئیں، اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے باقی رہے اور نہ پوتے۔

سلمی بنت عمیس کے بطن سے امامہ نامی ایک لڑکی بھی تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رشتہ داروں میں سے حضرت علی، حضرت جعفر اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کو اپنی اپنی تربیت میں لینے کا دعویٰ پیش کیا، لیکن آپ نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فیصلہ دیا کیونکہ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس امامہ کی حقیقی خالہ تھیں۔

(الطبقات الکبیر لابن سعد،الجزء الثالث،باب الطبقة الأولی فی البدریین من المهاجرین والأنصار،حمزة بن عبدالمطلب

الصفحة٨،الناشر مکتبة الخانجی بالقاهرة)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو امامہ سے شادی کر لینے کی ترغیب دی تھی، لیکن آپ نے انکار کردیا اور فرمایا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے رضاعی بھائی تھے۔

(الطبقات الکبیر لابن سعد،الجزء الثالث،باب الطبقة الأولی فی البدريين من المهاجرين والأنصار،حمزة بن عبدالمطلب الصفحة١٠،الناشر مکتبة الخانجی بالقاهرة)

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت غزوۂ احد میں ہوئی آپ کی شہادت کا ذکر آگے آتا ہے۔

☆حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس سے بڑھ کر اور سعادت کیا ہوگی کہ مذکورہ بالا مدارج کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ہونے کے علاوہ آپ کے رضاعی بھائی بھی ہیں اُنہوں نے حضرت ثُوَبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ پیا۔ (ثُوَبیہ بضم ثاء وفتح واو وسکون یا) یہ وہی خاتون ہیں جس نے ابولہب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے انہیں آزاد کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابولہب کو یوں انعام سے نوازا کہ اس سے عذاب کی تخفیف فرمادی اور ہر سوموار (پیر) کے دن اس سے عذاب اُٹھا لیا جاتا ہے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ واقعہ لکھ کر فرماتے ہیں

دریں جا سند است مراھل موالیدراکہ درشب میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کنندوبذل اموال نمایند

(مدارجِ النبوۃ،در ذکر نسب شریف وحمل وولادت ورضاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وصل اول کسیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را شیر داد، جلددوم،صفحہ ۲۶،درمطبع فیض منشی منبع نولکشور لکھنؤ)

اس میں میلاد کرنے والے کومژدہ بہار کہ وہ اس پر خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں۔

انتباہ﴾غور فرمائیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم میں کتنا بڑا نصیب ملتاہے اور آپ کے ساتھ بغض وعداوت کا عذاب بھی بہت بڑا ہے جیسے اسی ابولہب اور ابوجہل ودیگر کفار کا حال سب کومعلوم ہے۔

نوٹ﴾ثُوَیبہ دولت اسلام سے نوازی گئی نہ صرف امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''رسالہ ستہ'' میں لکھا کہ وہ تمام خواتین اہل جنت میں سے ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کودودھ پلانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

درسِ عبرت﴾وہ خواتین جنہیں ایک عرصہ دودھ پلانے کا موقعہ نصیب ہوا تو اس خوش بخت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مرتبہ کتنا بلند ہوگا جس نے ایک عرصہ تک شکم کومسند حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنائے رکھا پھر آٹھ سال باستثناء رضاعت

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو کبھی چھاتی سے لگایا کبھی آنکھوں کی ٹھنڈک بنایا۔ افسوس ہے اس شقی القلب قوم پر جو اس بڑے مرتبہ والی خاتون حضرت آمنہ کو کافر اور دوزخ کا ایندھن سمجھتے ہیں۔ تحقیق دیکھئے ''رسائل سیوطی (بی بی کے ایمان کے متعلق) امام احمد رضا بریلوی کا رسالہ (شمول الاسلام) اور فقیر کے رسائل (ثمانیہ)''

حضرت حمزہ غزوہ بدر میں

ہجرت کے دوسرے سال بدر کا مشہور معرکہ پیش آیا، صف آرائی کے بعد عتبہ، شیبہ اور ولید نے کفار کی طرف سے نکل کر مبارزطلبی کی تو غازیانِ دین میں سے چند انصاری نوجوان مقابلہ کے لیے آگے بڑھے لیکن عتبہ نے پکار کر کہا ''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم ناجنسوں سے نہیں لڑ سکتے، ہمارے مقابل والوں کو بھیجو'' ارشاد ہوا حمزہ، علی، عبیدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)، اٹھو اور آگے بڑھو حکم کی دیر تھی کہ یہ تینوں نبرد آزما بہادر نیزے ہلاتے ہوئے اپنے حریف کے مقابل جا کھڑے ہوئے، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے ہی حملہ میں عتبہ کو واصل جہنم کیا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے حریف پر غالب آئے، لیکن حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ولید میں دیر تک کشمکش جاری رہی، وہ زخمی ہو گئے تو ان دونوں نے ایک ساتھ حملہ کر کے اس کو تہ تیغ کر دیا۔

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۲۶۶۵، کتاب الجهاد، باب فی المبارزة، مکتبة المعارف الریاض)

یہ دیکھ کر طعیمہ بن عدی جوشِ انتقام میں آگے بڑھا لیکن شیرِ خدا نے ایک ہی وار میں اس کو بھی ڈھیر کر دیا، مشرکین نے طیش میں آکر عام ہلہ کر دیا، دوسری طرف سے مجاہدین اسلام بھی اپنے دلاوروں کو نرغہ میں دیکھ کر ٹوٹ پڑے، نہایت گھمسان کارن پڑا، اسداللہ واسدرسول حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستار پر شتر مرغ کی کلغی تھی اس لیے جس طرف گھس جاتے تھے صاف نظر آتے تھے، دونوں ہاتھ میں تلوار تھی اور مردانہ وار دودستی حملوں سے پرے کا پرا صاف کررہے تھے، غرض جب تھوڑی دیر میں میدان جنگ سے بہت سے قیدی اور مال غنیمت چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تو بعض قیدیوں نے پوچھا، یہ کلغی لگائے کون ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے، آج ہم کو سب سے زیادہ نقصان اسی نے پہنچایا۔

(أسد الغابة فی معرفة الصحابة، حمزة بن عبدالمطلب ،الجزء الاول،الصفحة ۵۲۹)

﴿سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی تفصیل﴾

غزوۂ احد میں جب جنگ کے لئے صف بندی ہوگئی تو سباع ابن عبدالعزیٰ خزاعی نکلا اور کہا کوئی ہے جو مقابل باہر نکل کے آئے؟ اس پر حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں تشریف لائے اور اس پر حملہ کیا اور اسے کل (گذشتہ دن) کی طرح وہ مردار اور نابود ہوگیا۔ وحشی ایک بڑے پتھر کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قریب پہنچے تو وحشی نے اپنا ''حربہ'' ان پر

اس طرح پھینکا کہ اس کا سرا دوسری طرف پار ہو گیا اور آپ کی شہادت واقع ہو گئی (حربہ خنجر نشانہ پر پھینک کر مارنے کو کہتے ہیں)

﴿حضرت وحشی مسلمان ہوئے تو بیان کیا﴾

بخاری شریف جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عبیداللہ بن عدی بن خیار کے ساتھ ایک سفر میں جا رہے تھے جب ہم حمص میں پہنچے تو عبیداللہ بن عدی سے کہا کیا وحشی کو دیکھنے کی تمہیں خواہش ہے کہ ہم اس سے دریافت کریں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسے شہید کیا؟ اس نے کہا ہاں خواہش تو ہے۔ وحشی حمص میں رہتا تھا ہم نے اس کے گھر کا پتہ دریافت کیا لوگوں نے کہا وہ سامنے ایک مکان کے سایہ میں بیٹھا ہے جو ایک بڑی مشک کی طرح ہے۔ اس کے بعد ہم اُس کے پاس پہنچے اور اس کے سرہانے تھوڑی سی دیر کھڑے رہے اور اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا۔ عبیداللہ بن عدی نے جو اپنے سر اور چہرے کو اپنے عمامے سے ڈھانپے ہوئے تھے وحشی سے کہا تم مجھے پہچانتے ہو؟ وحشی نے کہا میں نہیں پہچانتا۔ پھر عبیداللہ نے اپنے چہرے کو کھولا اور کہا تم مجھے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید کرنے کے بارے میں کچھ بتا نہیں سکتے؟ اس نے کہا ''ضرور'' بات یہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طیعمہ بن عدی بن خیار کو بدر میں مار ڈالا تھا اس پر میرے مالک جبیر بن مطعم نے کہا اگر تو حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو میرے چچا طیعمہ بن عدی کے بدلہ میں قتل کر دے تو آزاد ہے۔ وحشی بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد جب لوگ سال عینین میں نکلے (عینین ایک پہاڑ ہے جو

احد کے برابر میں واقع ہے)اس سے مقصود غزوۂ احد ہے تو میں بھی لوگوں کے ساتھ جنگ کے لئے نکلا۔ پھر جب صف بندی ہوچکی تو سباع جنگ کے لئے باہر نکلا اوراس نے پکارا کہ کوئی ہے جو میرے مقابل آئے۔حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مقابلہ کے لئے تشریف لائے آپ نے تڑپ کرفرمایا کہ اے عورتوں کا ختنہ کرنے والی عورت کے بچے ! ٹھہر، کہاں جاتا ہے؟ تو اللہ و رسول سے جنگ کرنے چلا آیا ہے۔ یہ کہہ کر اس پرتلوار چلادی، اور وہ دوٹکڑے ہوکر زمین پر ڈھیر ہوگیا۔

﴿وحشی کی کاروائی﴾

وحشی بیان کرتا ہے کہ میں ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا جب حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے قریب ہوئے تو میں نے اپنا ''حربہ'' (خنجر)ان پر پھینکا میں نے ناف اور عانہ کے درمیان نشانہ لگایا تھا یہاں تک وہ ان کی رانوں کے درمیان نکل آیا اور یہی اُن کا آخری وقت بنا۔ جب لوگ مکہ واپس آئے تو میں بھی ان کے ساتھ لوٹ آیا اوراس وقت تک وہاں ٹھہرا رہا جب تک اسلام مکہ میں پھیلا اس کے بعد میں طائف کی طرف بھاگ گیا۔ جب حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا اور اہل طائف نے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف قاصدوں کو بھیجا تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قاصدوں کوکوئی گزند نہیں پہنچاتے۔مطلب یہ کہ تو بھی اس جماعت کے ساتھ چلا جا سلامت رہے گا۔ یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور آیا

جب مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا ''کیا تو ہی وحشی ہے؟'' میں نے کہا ''ہاں'' فرمایا ''کیا تو نے ہی حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو شہید کیا ہے؟'' میں نے عرض کیا ''واقعہ تو یہی ہے جیسا کہ آپ کو پتہ چلا ہے'' فرمایا ''کیا تجھ سے ممکن ہے اپنے چہرے کو میرے سامنے سے ہٹا لے'' (مطلب یہ کہ تو میرے سامنے ہو کر نہ بیٹھ اگر پسِ پشت یا ادھر اُدھر بیٹھے تو اچھا ہے) اس کے بعد میں چلا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے پردہ فرما چکے تو میں نے مسیلمہ کذاب کی طرف یہ خیال کر کے خروج کیا اور باہر آیا کہ شاید میں مسیلمہ کو ہلاک کر سکوں اور اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے جرم کی مکافات کر سکوں۔ اس کے بعد میں اس کی طرف چلا پھر وہی امر واقع ہوا جو کہ واقع ہو چکا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کھڑا ہے دیوار کے درمیان گویا وہ ایک اونٹ سفید و سیاہ ہے جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں میں نے اپنا حربہ اس کی طرف پھینکا اور اس کے دونوں پستانوں کے درمیان مارا جو اس کے دونوں شانوں کے درمیان سے نکل گیا اور ایک انصاری شخص نے اس کی طرف جست لگائی اور اس کے سر پر تلوار ماری اس کے بعد لونڈی جو چھت کے اوپر کھڑی تھی چیخ اُٹھی کہ ''امیر المومنین'' یعنی مسیلمہ کذاب کو ایک سیاہ رو غلام نے مار ڈالا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل حمزة بن عبدالمطلب رضی اللّٰہ تعالٰی عنه ، رقم الحدیث ۴۰۷۲، الصفحة ۹۹۹و ۱۰۰۰، دارابن کثیر دمشق بیروت)

شہادت حمزہ رضی اللہ عنہ قاتل وحشی کی کاروائی

علماء بیان کرتے ہیں کہ جب وحشی طعیمہ بن عدی کے کہنے سے احد کی طرف حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کرنے کے ارادہ سے چلا تو راہ میں ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان مادرِ معاویہ ملی ۔ یہ وحشی کے پاس جب بھی پہنچتی اسے ترغیب دیتی کہ مردانہ شان سے رہنا کیونکہ جب تک تو ہماری خاطرداری نہ کرے گا تجھے آزادی میسر نہ آئے گی میں بھی تجھے بہت کچھ دوں گی کیونکہ میرے باپ عتبہ کو روزِ بدر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی مارا تھا۔ وحشی کہتا ہے کہ اتفاقاً میں نے میدانِ جنگ میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ شیر مست کی طرح اپنی قوم سے نکل کے آرہے ہیں اور لشکر قریش کی صفوں کو درہم برہم کررہے ہیں۔ اچانک سباع بن عبدالعزی خزاعی کفار کی صفوں سے نکل کے آیا اور اس نے اپنا مقابل مانگا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مقابل ہوئے اور اس کو مار ڈالا۔ میں ایک پتھر کی اوٹ میں بیٹھا ہوا ان کی گھات میں تھا۔ میں حربہ خوب چلاتا ہوں میرا حربہ کم خطا کرتا ہے۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے خبری میں میرے پاس سے گزرے تو میں نے اپنا حربہ ان کے عانہ پر پھینکا وہ دوسری طرف پار ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری طرف متوجہ ہوئے ہیں یہ دیکھتے ہی میں بھاگ کھڑا ہوا پھر وہ زمین پر آ گئے ۔ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت ان کے پاس پہنچ گئی اور انہوں نے مخاطب کیا کہ ''اے ابو عمارہ'' مگر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی جواب نہ دیا میں نے جان لیا کہ ان کا وقتِ آخر ہوگیا۔ میں نے

ان کے چلے جانے کا انتظار کیا یہاں تک کہ وہ لوگ ان کے پاس سے چلے گئے۔ میں ان کے پاس پہنچا اور اپنے خنجر سے پیٹ کو چیر کر ان کا جگر نکالا اور اسے ہندہ بنت عتبہ کے پاس لے آیا اور کہا ''یہ ہے تیرے باپ کے قاتل حمزہ کا جگر'' اس نے مجھ سے لے لیا اور منہ میں چبا کر تھوک دیا (گویا ہندہ نے وحشی سے کہہ رکھا تھا کہ جب تو حمزہ کو شہید کر دے تو ان کا جگر میرے پاس لانا یا پھر یہ از خود اسے اس کے پاس لے گیا تھا) اور ہندہ نے اپنے کپڑے، زیور اور تمام سونا چاندی مجھے دے دیئے اور وعدہ کیا کہ جب مکہ پہنچوں گی تو تجھے سرخ سونے کی دس اشرفیاں اور دوں گی۔ ہند نے مجھ سے کہا مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں ان کی لاش ہے؟ میں اسے وہاں لے گیا اس نے ناک، کان اور ہاتھ پاؤں کاٹ لئے اور اپنے ساتھ مکہ میں لے آئی۔ اسی بناء پر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جگر کو چبانے والی ہندہ کو ''اکلۃ الاکباد'' (جگر کھانے والی) کہا جاتا ہے۔

﴿حضرتِ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کی تلاش﴾

مروی ہے کہ کافروں کے چلے جانے کے بعد مسلمان میدانِ جنگ میں آئے اور اپنے شہیدوں کو تلاش کرنے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میرے چچا کیا ہوئے، حمزہ کیا ہوئے؟'' حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم انہیں تلاش کرتے ہوئے ان کے پاس پہنچے۔ ان کی اس ہیئت وحالت کو دیکھ کر رونے لگے۔ واپس آ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صورتِ حال سے باخبر کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے

ساتھ وہاں تشریف لے گئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرہانے کھڑے ہوکر فرمایا ''خدا کی قسم اگر قریش میرے ہاتھ پڑ جائیں تو میں ان کے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں'' اسی وقت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ آیت لائے

وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۱۲۷)

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تکلیف تمہیں پہنچائی تھی اور اگر تم صبر کرو تو بیشک صبر والوں کو صبر سب سے اچھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں نے صبر کیا اور اپنے اس جوش سے درگزر کیا اور اس کے بدلے ستر مرتبہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے استغفار فرمائی۔

حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خاطر درمیان میں نہ ہوتی تو میں حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو مدفون نہ کرتا اور انہیں سباع وطیور کے کھانے کے لئے چھوڑ دیتا اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کے شکموں سے حشر فرماتا۔

﴿بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھنے آئیں﴾

جب سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی یعنی حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ دور سے آتی ہوئی نظر آئیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے فرزند حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جاؤ اپنی والدہ کو لوٹا کر لے جاؤ تا کہ وہ اپنے بھائی کو اس حال میں نہ دیکھیں۔

آخر میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئیں وہ اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما رونے لگیں۔ ان کے رونے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی گریہ کناں ہوئے اور فرمایا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتویں آسمان والوں کے درمیان ''اسداللہ'' اور ''اسد رسولہ'' لکھا گیا ہے اور فرمایا ان کے لئے قبر کھودیں اور دفن کریں۔

(مدارجِ النبوۃ، باب چھارم، وصل قصہ قتل حمزہ، جلد دوم، صفحہ ۱۶۴ تا ۱۶۷، درمطبع فیض منشی منبع نولکشور لکھنؤ)

فائدہ: حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں سوچا کرتا اور تعجب کرتا تھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل کیسے نجات پائے گا یہاں تک کہ وہ قاتل خمر میں غرق ہوگیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقتول دیکھا اور ملاحظہ فرمایا کہ انہیں مثلہ کیا گیا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درد بھری آہ نکل گئی اور فرمایا کہ میں جتنا مصیبت زدہ ہوں کبھی تمہاری جیسی مصیبت نہ ہوگی اور نہ کسی اور مقام میں اس جگہ کی طرح غضبناک کھڑا ہونگا جیسا کہ آج اس جگہ کھڑا ہوں۔

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رونے کی طرح کبھی روتا نہ دیکھا

۔آپ ان کے جنازہ پر کھڑے تھے اور رو رہے تھے یہاں تک کہ آپ پر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا ''اے حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اے عم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اے اسد اللہ واسد رسولہ، اے نیکیاں کرنے والے، اے سختیوں کے جھیلنے والے، اے حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے انور کو گھلانے والے'' اس سے معلوم ہوا کہ ندبہ اور بے اختیار فریاد اور آہ و نالہ بھی وجود میں آیا ہے۔

فائدہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہداءِ احد کو غسل نہیں دیا گیا تھا اور نہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی تھی لیکن جو کچھ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے وہ انہیں کے ساتھ مخصوص ہوگا اور وہ جو دوسروں پر نماز پڑھنے کے بارے میں مروی ہے وہ اس پر محمول ہوگا کہ وہ میدانِ جنگ سے باہر آیا اور اس نے میدانِ جنگ میں جان نہ دی ہوگی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس دن شہادت پائی اس دن وہ انسٹھ سال کے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمر میں چار سال بڑے تھے بعض کتابوں میں دو سال کہا گیا ہے۔

(مدارجِ النبوۃ، باب سوم در ذکر اعمام واخوت رضاعیہ وجدات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد دوم، صفحہ ۲۲۶، درمطبع فیض منشی منبع نولکشور لکھنؤ)

(المواھب اللدنیة بالمنح المحمدیة، المقصدا لثانی ، الفصل الرابع فی أعمامه وعماته واخوته من الرضاعة و جداته، الجزء

الثانی،الصفحة۱۰۴و۱۰۵،المکتب الاسلامی بیروت)

﴿نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حزن وملال﴾

سرورِکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سانحہ پر شدید قلق تھا، مدینہ منورہ تشریف لائے اور بنی عبداشہل کی عورتوں کو اپنے اپنے اعزہ واقارب پر روتے سنا تو فرمایا افسوس! حمزہ کے لئے رونے والیاں بھی نہیں ،انصار نے یہ سن کر اپنی عورتوں کو آستانہ نبوت پر بھیج دیا، جنہوں نے نہایت رقت آمیز طریقہ سے سیدالشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گریہ وزاری شروع کی،اسی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ لگ گئی، کچھ دیر کے بعد بیدار ہوئے تو دیکھا کہ وہ اب تک رورہی ہیں، فرمایا کیا خوب یہ سب اب تک یہیں بیٹھی رورہی ہیں،انہیں حکم دو کہ واپس جائیں اور آج کے بعد پھر کسی مرنے والے پر نہ روئیں (بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت سے مدینہ کی عورتوں کا یہ دستور ہوگیا تھا کہ جب وہ کسی پر روتی تھیں تو پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دو آنسو بہالیتی تھیں)

(الطبقات الکبیر لابن سعد،الجزء الثالث،باب الطبقة الأولی فی البدریین من المھاجرین والأنصار،حمزة بن عبدالمطلب الصفحة۱۵،الناشر مکتبة الخانجی بالقاھرة)

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات وکمالات

مزاراقدس سے سلام کا جواب

حضرت فاطمہ خزاعیہ کا بیان ہے کہ میں اور میری بہن شام کے وقت ایک قبرستان میں تھیں میں نے کہا بہن آؤ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر سلام کریں۔ ہم نے ان کی قبر پر کھڑے ہوکر کہا ''السلام علیک یاعم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)'' ہم نے جواب قبر کے اندر سے سنا ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ''

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، باب زیارۃ القبور وعلم الموتیٰ بزوارھم ورؤیتھم لھم، صفحہ ۲۱۰، دار المدنی القاھرۃ)

فائدہ﴾ اس سے اہل سنت کے مشہور عقیدہ کا ثبوت ہے جس کے متعلق اس شعر میں کہا گیا

کون کہتا ہے کہ ولی مر گئے
وہ قید سے چھوٹے اپنے گھر گئے

نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خیر القرون میں یہی عقیدہ تھا کہ زیاراتِ مزارات احسن عمل ہے اور اہلِ مزار سے ندا ''یا'' کے ساتھ مخاطب ہونا جائز ہے۔ مزید تفصیل وواقعات کے لئے فقیر ''من عاش بعد الموت للمحدث ابن ابی الدنیا'' عرف ''کون کہتا ہے ولی مر گئے'' میں پڑھئے۔

﴿ دیدارِ حضرت جبرائیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ﴾

حضرت عمار بن ابوعمار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اصلی حالت میں دیکھنا چاہتا ہوں مجھے ان کی زیارت کرادیں۔ آپ نے فرمایا تم انہیں اصلی صورت میں نہیں دیکھ سکتے۔ عرض کی آپ تو دکھا سکتے ہیں آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے تو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام خانۂ کعبہ کی اس لکڑی پر اتر آئے جس پر مشرکین طواف کے وقت اپنے کپڑے ڈالا کرتے پھر آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اوپر دیکھو اُنہوں نے اوپر نگاہ کی تو دیکھا کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدموں کو دیکھا جو زمرد کی مانند سبز کھیتی کی طرح دکھائی دے رہے تھے (کثرتِ انوار کی وجہ سے) آپ پر بے خودی طاری ہوگئی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، کتاب جماع أبواب غزوۃ تبوک، باب جماع أبواب کیفیۃ نزول الوحی علی رسول اللّٰہ، الجزء ۸، الصفحۃ ۱۳۹ ،حدیث ۳۰۱۰)

تبصرۂ اُویسی غفرلہ ﴿ اسی طرح اصلی صورتِ جبریلی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی دیکھی تھی لیکن وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد نابینا ہو گئے تھے۔

سوال ﴿ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں نابینا نہ ہوئے؟

جواب ﴾ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی تابش میں تاب نہ تھی۔ وصال کے بعد اس کا اثر ظاہر ہوا چونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں وصال فرما گئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارکہ تک بینا رہے آپ کے وصال کے بعد ہی نابینا ہوئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت نوری بھی ہے کیونکہ اعلیٰ نور کے سامنے ادنیٰ نور چھپ جاتا ہے جیسے ستارے چاند، سورج کے سامنے اور یہی بشریت حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بمنزلہ حجاب کے تھی۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "البشرية لتعليم الامة"

نکتہ ﴾ یہ تھے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی اصلی صورت کی جلوہ کی جلیل القدر صحابہ تاب نہ لاسکے لیکن یہی جبریل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوؤں کی تاب نہیں لاسکتے تھے۔ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

احمد اربگشاید آن پر جلیل
تاابد بے ہوش ماند جبریل

ترجمہ: اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا پردہ ہٹائیں تو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ تک بے ہوش رہتے۔

اس کی تفصیل یوں ہے کہ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام غارِ حرا میں اپنی اصلی

شکل میں بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ان کے عظیم جسم نے زمین وآسمان کو پُر کر رکھا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقیقتِ جبریلی کو بنظرِ غائر ملاحظہ فرمایا لیکن آپ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور اثر ہوتا بھی کیسے ''سورج کے آگے دم مارنے کی کیا مجال''

﴿فرشتوں نے غسل دیا﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالتِ جنابت میں شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہیں فرشتوں نے غسل دیا ہے۔

(حجة اللّٰه علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ،المطلب الثالث فی ذکر بعض کرامات اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم، من کرامات حمزة رضی اللّٰه عنه،صفحه۸۶۳،مطبع بیروت)

مسئلہ ﴾ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ تو خود غسل دیا نہ صحابہ کرام کو اس کا حکم فرمایا لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ چونکہ تمام شہدائے احد میں آپ سید الشہداء کے معزز خطاب سے سرفراز ہوئے اس لئے فرشتوں نے اعزازی طور پر آپ کے اعزاز واکرام کا اظہار کرنے کے لئے آپ کو غسل کر دیا۔اس میں شک نہیں کہ ایک صحابی کو غسل دینے کے لئے آسمان سے فرشتوں کا نازل ہونا اور اپنے نورانی ہاتھوں سے غسل دینا یہ سید

الشہداءحضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بہت ہی عظیم الشان کرامت ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

﴿مزاراقدس سے جواب آیا کہ تیرے ہاں بیٹا ہوگا﴾

شیخ محمود کردی شیخانی نزیل مدینہ منورہ نے آپ کی قبرانور پر حاضر ہوکر سلام عرض کیاتو آپ نے قبرانور کے اندر سے باآواز بلندان کے سلام کا جواب دیااورارشاد فرمایا کہ اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر''حمزہ''رکھنا چنانچہ جب خداوندکریم نے ان کوفرزندعطافرمایاتواس کا نام''حمزہ''رکھا۔

(حجة اللّٰه علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ،المطلب الثالث فی ذکر بعض کرامات اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم، من کرامات حمزة رضی اللّٰه عنه،صفحه۸۶۳،مطبع بیروت)

فوائد﴾ آپ نے قبر کے اندر سے شیخ محمود کے سلام کوسن لیااور دیکھ بھی لیا کہ سلام کرنے والے شیخ محمود ہیں پھرآپ نے سلام کا جواب شیخ محمود کوسنا بھی دیا حالانکہ دوسری قبروالے سلام کرنے والے کے سلام کوسن تو لیتے ہیں، پہچان بھی لیتے ہیں مگر سلام کا جواب سلام کرنے والوں کوسنانہیں سکتے۔

☆سیدالشہداءحضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کواپنی قبرشریف کے اندررہتے ہوئے یہ معلوم تھا کہ ابھی شیخ محمود کے کوئی بیٹانہیں ہے مگرآئندہ ان کوخداوندکریم فرزندعطا فرمائے گاجبھی تو آپ نے حکم دیا کہ اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر

''حمزہ'' رکھنا۔

☆ آپ نے جواب سلام اور بیٹے کا نام رکھنے کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہ اس قدر بلند آواز سے فرمایا کہ شیخ محمود اور دوسرے حاضرین نے سب کچھ اپنے کانوں سے سن لیا۔

انتباہ﴿ مذکورہ بالا کرامت سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ شہداء اپنی اپنی قبروں میں پورے لوازمِ حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے علم کی وسعت کا یہ حال ہے کہ وہ یہاں تک جان اور پہچان لیتے ہیں کہ آدمی کی پشت میں جو نطفہ ہے اس سے پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہے یا لڑکی! یہی وجہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر رکھنا۔ اگر ان کو بالیقین یہ معلوم نہ ہوتا کہ لڑکا ہی پیدا ہوگا تو آپ کس طرح لڑکے کا نام اپنے نام پر رکھنے دیتے؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

خوارجِ زمانہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے منکر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اولیاء کو بھی مرتبہ بخشا ہے۔

﴿قبر سے خون نکلا﴾

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حکومت کے دوران مدینہ منورہ کے اندر نہریں کھودنے کا حکم دیا تو ایک نہر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ اقدس کے پہلو میں نکل رہی تھی۔ لاعلمی میں اچانک نہر کھودنے والوں کا پھاوڑا آپ کے قدم مبارک پر پڑ گیا اور آپ کا قدم مبارک کٹ گیا تو اس سے تازہ خون بہہ نکلا

حالانکہ آپ کو دفن ہوئے چھیالیس سال گزر چکے تھے۔

(حجة اللّٰه على العالمين فى معجزات سيد المرسلين ،المطلب الثالث فى ذكر بعض كرامات اصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وآله وسلم، من كرامات عبداللّٰه والد جابر رضى اللّٰه عنهما،صفحه ۸۶۴،مطبع بيروت)

مزار کی کرامت

آپ کے مزار پر زائرین کا ہر وقت تانتا بندھا رہتا ہے دور ونزدیک سے لوگ آتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں نجدی دیکھتے رہتے ہیں ان کا بس نہیں چلتا کہ زائرین کو روکیں یہ بھی سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہی ہے کہ نجدیوں کو لگام دے رکھی ہے تا کہ زائرین کو نہ روک سکیں ورنہ ان کا نہ صرف مذہب ہے کہ قبروں پر زیارت کے لئے جانا شرک ہے بلکہ حکومتی قانون بنا رکھا ہے کہ خلاف ورزی کرنے والے کو گرفتار کیا جائے وغیرہ وغیرہ، مگر اب صرف حرام، حرام، شرک، شرک کی آواز لگاتے رہتے ہیں اور بس۔

سوال ﴿ وحشی اور ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو سلوک کیا ان کی اس غلط کرداری کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے لیکن سنی حضرات ان دونوں کو جملہ اولیاء سے افضل واعلیٰ سمجھتے ہیں۔

جواب﴾ سنی حضرات اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں لیکن شیعہ فرمانِ گرامی سے نہ صرف روگردانی کرتے ہیں بلکہ نبوت سے بغاوت کا ارتکاب کرتے ہیں کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا کہ ''اسلام پچھلے تمام جرائم کو گرادیتا ہے''

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیسے کیسے مجرموں کو ان کے اسلام لانے کے بعد نہ صرف تحسین وآفرین سے نوازا بلکہ انہیں بڑے پیار سے گلے لگایا۔ فتح مکہ کے دن اپنے سخت دشمنوں کو تسلی دے کر فرماتے

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۔ (پارہ ۱۳، سورۂ یوسف، آیت ۹۲)

ترجمہ کنزالایمان: آج تم پر کچھ ملامت نہیں۔

اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید کرنے کے باوجود فرمایا دیا آج سے تو ہمارے یاروں (صحابہ) میں ہیں۔

یونہی حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خوب خوب قرب نصیب ہوا یہاں تک کہ یہی ہندہ تھیں کہ بیعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بے دھڑک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کرتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجائے چیں بجبیں ہونے کے خوش اسلوبی سے حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہر بات کا جواب مرحمت فرماتے۔ مزید تفصیل

کے لئے فقیر کی تصنیف ''امیر معاویہ اور ان کا خاندان'' پڑھئے۔

سوال ﴾ وہابی دیوبندی اور ان کے ہمنوا فرقے کہتے ہیں کہ سید الشہداء تو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے تم اہل سنت نے شیعوں کی تقلید میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سید الشہداء کہتے ہو۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب تو احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سید الشہداء کے لقب کی ایک حدیث بھی نہیں اور جو امر احادیث سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے۔ تم اہل سنت شیعوں کی تقلید کے ساتھ بدعت کے مرتکب ہوتے ہو۔

جواب ﴾ تمہارا اور ہمارا اس پر اتفاق ہے کہ کوئی لقب جو کسی مخصوص بزرگ کے لئے ہو اسے مجازاً ان جیسے بزرگ کو ملقب کرنا مروج ہے اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ بعد کے بزرگ ہم پایہ نہ سہی لیکن اپنے معاصرین میں اکثر سے افضل و اعلیٰ ہیں اس سے نہ پہلے بزرگ کی شان کا نقص لازم آتا ہے اور نہ اس سے کسی کو انکار ہے ہاں تم اس اعتراض سے اہل بیت بالخصوص حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض و عداوت کا اظہار کر رہے ہو جیسا کہ تمہاری کتابوں میں واضح طور پر لکھا ہے کہ تم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام ماننے کو تیار نہیں بلکہ تم انہیں (معاذ اللہ) باغی مانتے ہو اور یزید کو امام برحق۔ (تفصیل کے لئے تصانیف عباسی و محمد دین بٹ لاہوری)

اور ہمیں شیعوں کی تقلید کا طعنہ دینا بھی خود کو خوارج کا وارث بنانا ہے کیونکہ وہ ہر نیک عمل جو ہم اہل سنت کرتے ہیں اگر وہی شیعہ بھی کریں تو ہمیں کیا۔ ان کی اپنی راہ ہمارا راستہ حق ہے۔ اس کی تحقیق فقیر کے رسالہ ''پنجتن پاک کہنے کا ثبوت'' میں

پڑھیے۔

فقط والسلام

صَلَی اللّٰہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۷ھ بروز اتوار گیارہ بجے

☆☆☆☆☆☆